



سوال

(186) صوم و افطار رویت بلال کے مطابق ہونا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بہت سے بھائیوں نے مجھ سے یہ سوال پوچھا ہے کہ روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کے بارے میں ریڈیو کے اعلان کے مطابق عمل کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے کیا یہ اس صحیح حدیث کے مطابق ہے کہ (صوم الرویتہ و افطرو لرویتہ) کیا جب ایک اسلامی ملک میں عادل آدمی کی شہادت کے ساتھ رویت ثابت ہو جائے تو اس کے پڑوسی ملک کے لیے بھی اس کے مطابق عمل واجب ہے؟ اور اگر جواب اثبات میں ہو تو اس کی دلیل کیا ہے نیز کیا اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ان تمام سوالوں کا جواب یہ ہے کہ بہت سی سندوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ثابت ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا:

(صوم الرویتہ و افطرو لرویتہ فان اغمی علیکم فاقدروا لہ ثلاثین) (صحیح مسلم الصیام باب وجوب صوم رمضان لرویتہ الللال الخ: ح: 1080)

”چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر چھوڑ دو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن پورے کر لو۔“

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

(فاکلوا العدة ثلاثین) (صحیح البخاری الصوم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ریتم الللال فصوموا الخ: ح: 1907)

”پھر تین دن کی گنتی پوری کر لو۔“

ایک اور حدیث میں الفاظ ہیں:

(فاکلوا عدة شعبان ثلاثین) (صحیح البخاری الصوم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ریتم الللال فصوموا الخ: ح: 1909)

”پھر شعبان کی تیس دن کی گنتی پوری کر لو۔“



اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے :

(لا تقدوا الشهر حتى تروا الهلال او تکملوا العدة ثم صوموا حتى تروا الهلال او تکملوا العدة) (سنن ابی داود الصیام باب اذا غمی الشهر ح: 2326 و سنن النسائی ح: 2128)

”مہینے سے آگے نہ بڑھو حتیٰ کہ چاند دیکھ لویا گنتی پوری کر لو اور جب چاند دیکھ لویا گنتی پوری کر لو تو روزے رکھو۔“

اس مضموم کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اعتبار اس بات کا ہے کہ چاند دیکھ لیا جائے یا گنتی پوری کر لی جائے۔

اس مسئلہ میں حساب کتاب پر انحصار نہیں کیا جاسکتا اور یہی حق بات ہے، قابل اعتماد اہل علم کا اسی بات پر اجماع ہے۔ لیکن یاد رہے کہ احادیث سے مراد یہ نہیں کہ ہر ہر انسان خود چاند دیکھے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ عادل شہادت کے ساتھ یہ ثابت ہو جائے کہ چاند نظر آ گیا ہے۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کی ہے :

(ترایء الناس الهلال فان خبرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رائتہ فصام وامر الناس بصیامہ) (سنن ابی داود الصیام باب فی شہادۃ الواحد علی رویتہ لبلال رمضان ح: 2342)

”لوگوں نے جب (رمضان کا) چاند دیکھنے کی کوشش کی (تو مجھے نظر آ گیا) اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے تو آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی اس (رمضان) کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے چاند دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(اتشہدان لالہ اللہ وان محمد رسول اللہ قال نعم قال یا بلال! اذن فی الناس فلیصوموا غدا) (سنن ابی داود الصیام باب فی شہادۃ الواحد علی رویتہ لبلال رمضان ح: 2340 و جامع الترمذی ح: 691 و سنن نسائی ح: 2115 و سنن ابن ماجہ ح: 1652 و صحیحہ ابن خزیمہ ح: 1923 و صحیح ابن حبان ح: 870)

”کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے جب اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا ”بلال! لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ وہ کل کا روزہ رکھیں۔“

عبدالرحمن بن زید بن خطاب سے روایت ہے کہ انہوں نے شک کے دن خطبہ جیتے ہوئے فرمایا : میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے پاس بیٹھا تھا اور میں نے ان سے پوچھا اور انہوں نے مجھے یہ بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا :

(صوموا رویتہ وافظروا رویتہ وانسوا ما فان غم علیکم فاتموا ثلاثین وان شہد شہادان مسلمان فصوموا وافظروا) (مسند احمد: 4/321 و سنن النسائی الصیام باب قبول شہادۃ الرجل الواحد ح: 2118)

”چاند دیکھ کر روزہ رکھو، اسے دیکھ کر روزہ چھوڑو اور اسی کو دیکھ کر قربانی کرو، اگر مطلع ابراؤد ہو تو تیس (دن) پورے کر لو اور اگر دو مسلمان گواہ (چاند دیکھنے کی) گواہی دے دیں تو روزہ رکھو اور افطار کر دو۔“

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور نسائی نے بھی مگر نسائی کی روایت میں ”مسلمان“ کا لفظ نہیں ہے۔ امیرکہ حارث بن حاطب سے روایت ہے :

(عمد الینار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نیک للرویۃ فان لم نرہ وشہد شہادۃ عدل نسکتا بشہادتهما) (سنن ابی داود الصیام باب شہادۃ رجلین علی رویتہ لبلال شوال ح: 2338)

وسن الدار قطنی: 2/167 ح: 2172)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد لیا کہ ہم حج اور قربانی رویت (بلال) کے مطابق سرانجام دیں اور اگر ہم نے چاند نہ دیکھا ہو اور دو عادل گواہ (چاند دیکھنے کی) گواہی دے دیں تو ہم ان کی گواہی کے مطابق حج اور قربانی کریں۔“

یہ اور اس کے ہم معنی دیگر احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رمضان کا چاند دیکھنے کے لیے ایک عادل شاہد کی گواہی کافی ہے لیکن رمضان کے اختتام اور دیگر مہینوں کے لیے دو عادل گواہوں کی شہادت ضروری ہے اور اسی طرح ہی اس مسئلہ میں وارد مختلف احادیث میں تطبیق ممکن ہوگی۔ اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور یہی حق ہے کیونکہ دلائل سے یہی واضح ہوتا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ رویت سے مراد چاند کا شرعی طریقے سے ثبوت ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہر شخص خود چاند دیکھے۔ جب کوئی ایسا مسلمان ملک جس میں شریعت کے مطابق فیصلہ ہونا ہو (مثلاً سعودی عرب) یہ اعلان کرے کہ رمضان یا شوال یا ذوالحجہ کا چاند نظر آ گیا ہے تو تمام رعایا کے لیے یہ فرض ہو جاتا ہے کہ اس اعلان کی پابندی کرے، بلکہ اہل علم کی ایک بہت بڑی جماعت کے نزدیک دیگر تمام مسلمانوں کے لیے بھی اس کی پابندی فرض ہو جاتی ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے عموم کا یہی تقاضا ہے:

(الشہرتسع وعشرون لیلة فلا تصوموا حتی تروہ فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین) (صحیح البخاری، الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رآہتم اللیل فاصوموا الخ ح: 1907)

”مہینہ اتیس کا ہوتا ہے، لہذا اس وقت تک روزہ نہ رکھو جب تک چاند کو دیکھ نہ لو اور اگر مطلع ابراؤد ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کر لو۔“

اور ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں:

(صوموا رویتہ وافطروا رویتہ فان انغمی علیکم فاقدروا الہ ثلاثین) (صحیح مسلم، الصیام، باب وجوب صوم رمضان لرویتہ اللیل الخ ح: 1080)

”چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر چھوڑ دو۔ اگر مطلع ابراؤد ہو تو تیس دن کا اندازہ پورا کر لو۔“

اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے:

(فان انغمی علیکم فعدوا ثلاثین) (صحیح مسلم، الصیام، باب وجوب صوم رمضان لرویتہ اللیل الخ ح: 1081)

”اگر مطلع ابراؤد ہونے کی وجہ سے تیس مہینے (کے اختتام) کا پتہ نہ چل سکلے تو پھر (وہ مہینہ) تیس (دنوں کا) شمار کرو۔“

یہ احادیث اور ان کے ہم معنی دیگر احادیث سے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم ساری امت کے لیے ہے۔ امام نووی نے ”شرح المہذب“ میں امام ابن منذر سے نقل کیا ہے کہ لیث بن سعد، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔ نیز وہ فرماتے ہیں کہ امام مدینہ و کوفہ یعنی امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

اہل علم کی ایک اور جماعت کا یہ قول ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جب مطلع ایک ہوں اور اکتلاف مطلع کی صورت میں ہر ایک مطلع کے لیے ان کی اپنی رویت کا اعتبار ہو گا۔ اس قول کو امام ترمذی نے اہل علم سے روایت کیا ہے اور ان کی دلیل وہ حدیث ہے جسے امام مسلم نے اپنی ”صحیح“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس کعب، شام سے مدینہ میں، رمضان کے آخر میں آئے تو انہوں نے بتایا کہ شام میں جمعہ کی رات چاند نظر آیا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں نے روزہ رکھا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن ہم نے تو چاند ہفتہ کی رات دیکھا ہے لہذا ہم تو روزے رکھتے رہیں گے حتیٰ کہ (شوال کا) چاند دیکھ لیں یا گنتی پوری کر لیں۔ میں نے عرض کیا، کیا آپ معاویہ کی رویت اور ان کے روزے رکھنے پر اعتماد نہیں کرتے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی طرح حکم دیا ہے۔ [1] ان اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ رویت کو عام نہیں سمجھتے بلکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ اہل بلد کے لیے ان کی اپنی رویت

